نیما یوشیج: شخصیت وفن

ڈاکٹر معین الدین نظامی
صدر شعبہ فارسی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر عظمیٰ عزیز خان
دبستانِ اقبال، لاہور

NIMA YUSHIJ : ART AND PERSONALITY

Ghulam Moeen-ud-Din Nizami, PhD
Chairman Department of Persian
University of the Punjab, Lahore

Uzma Aziz Khan, PhD
Dabistan-e-Iqbal, Lahore

Abstract

Nima Yushij, the father of modern Persian poetry, is the most important poet of twentieth century in Iran. He was a trend setter poet who, with his powerful thought and art, entirely changed the canvas of Persian poetry both in form and content. Most of the modern Persian poets are highly and deeply impressed by Nima's revolutionary themes and skills. This paper provides a brief life sketch of Nima Yushij besides an introduction to his art and thought.

Keywords: Nima Yushij, modern Persian poetry, Persian poetry in twentieth century, form and theme in modern Persian poetry

جدید فارسی شاعری کو فکری و فنی اعتبار سے جس شخص نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ نیما یوشیج ہیں۔ انھیں جدید فارسی شاعری کا بانی کہا جاتا ہے۔ نیما یوشیج کا اصل نام علی اسفندیاری تھا(۱) لیکن وہ اپنے تخلص نیما کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ وہ ۱۲۷۶ش/۱۸۹۷ء میں مازندران کے گاؤں یوش میں پیدا ہوئے(۲) اور اسی نسبت سے یوشیج کہلائے۔

نیما کے والد کا نام ابراہیم نوری تھا۔(۳) وہ کھیتی باڑی اور گلہ بانی کرتے تھے۔ نیما کی ابتدائی تعلیم کا آغاز یوش سے ہوا۔ ان کی عمر تقریباً بارہ سال تھی جب ان کا خاندان تہران آ گیا۔ یہاں انھوں نے ایک سکول سینٹ لوئس (Saint Louis) میں داخلہ لے لیا۔ فرانسیسی اور عربی زبانیں انھوں نے اسی سکول میں سیکھیں۔(۴)

تعلیم سے فراغت کے بعد نیما ایک مالیاتی ادارے میں ملازم ہوئے(۵) مگر کچھ عرصے بعد یہ ملازمت ترک کر کے پوری توجہ سے شعر و شاعری میں مشغول ہو گئے۔ نیما نے مدرسہ حکیم نظامی کے علاوہ ایک صنعتی سکول میں بھی معلمی کے فرائض انجام دیے(۶) اس کے علاوہ انھوں نے مجلّہ موسیقی(۷) میں بھی کچھ مدت تک کام کیا۔ نیما کی شادی عالیہ جہانگیر سے ہوئی جن سے ان کا ایک بیٹا شراگیم پیدا ہوا۔(۸) نیما نے شمیران، تہران میں ۱۳۳۸ش/۱۹۵۹ء میں وفات پائی۔(۹)

جدید فارسی شاعری پر نیما نے جو غیر معمولی اثرات مرتب کیے انھیں سرسری نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی وفات کو طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ان کے فکر و فن کے بارے میں بحث و تمحیص اور تحقیق و تنقید کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ جدید فارسی نظموں کا تازہ ترین اسلوب ان کے نام سے منسوب ہو کر سبکِ نیمائی کہلاتا ہے۔(۱۰)

نیما کے کلام میں جو خصوصیت سب سے پہلے اپنی جانب متوجہ کرتی ہے وہ فطرت اور کائنات کے بارے میں ان کا نیا زاویہ فکر ہے۔ قاری کو ان کا کلام پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ شاعر کا فکر و احساس مختلف اور مجتہدانہ ہے، تقلیدی نہیں اور یہ نیما کا بہت اہم مثبت کلیدی نقطہ ہے۔

اپنے طویل شعری سفر میں نیما اپنے فکر وفن کے تین واضح مراحل طے کرتے نظر آتے ہیں۔ ابتدائی مرحلہ وہ ہے جس میں نیما کے ہاں ہیئت اور فکر میں کوئی خاص تبدیلی یا جدّت طرازی نظر نہیں آتی۔ شاعری کے جو روایتی اسالیب، اصناف اور موضوعات صدیوں سے چلے آرہے تھے، انھوں نے بغیر کسی تبدیلی کے ان ہی مروجہ افکار کو طے شدہ شعری ہیئتوں میں ڈھالا۔(۱۱) اس مرحلے میں بہت سے ہم عصر شعرا شعری سفر میں نیما سے زیادہ کامیاب نظر آتے ہیں۔

دوسرا مرحلہ وہ ہے جس میں نیما روایتی طریقوں سے تدریجی شعوری انحراف کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر چہ انھوں نے مروجہ شاعری کے پرانے راستوں کو مکمل طور پر نہیں چھوڑا تھا لیکن یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اپنے شعری سفر کے لیے انھوں نے نئے راستوں اور نئی منزلوں کا انتخاب کرلیا تھا۔(۱۲) چناں چہ انھوں نے قدیم اصناف میں جدید موضوعات پر طبع آزمائی کرکے یہ ثابت کردیا کہ انھوں نے فکرِ جدید اور اس کی اہمیت وضرورت کا ادراک کرلیا تھا۔

نیما کے فکر وفن کا تیسرا اور اہم ترین مرحلہ ۱۹۴۱ء سے شروع ہوا۔ اپنے فنی سفر کے اس فیصلہ کن اور رجحان ساز آخری مرحلے میں انھوں نے تمام مروجہ شعری روایات سے سرکشی اختیار کرکے فارسی شاعری میں ایک انقلاب برپا کردیا۔ انھوں نے ہزار سال سے رائج اصناف سخن کا طلسم توڑ ڈالا۔ اپنے جدید افکار کو اشعار کے نئے سانچے میں ڈھالا اور نئے راستوں سے نئی منزلوں کی نشان دہی کی۔

نیما کی نظم افسانہ ۱۹۲۲ء میں شایع ہوئی اور اسی کی بنیاد پر یہ سال جدید فارسی شاعری کا سالِ ظہور قرار دیا جاتا ہے۔(۱۳)

۱۹۳۷ء میں نیما نے نظم ققنوس لکھی۔ اس میں فرانسیسی شاعری کے اثرات نمایاں ہیں، اس تخلیق کے ساتھ ہی فارسی میں نئی شاعری مستحکم ہوئی۔(۱۴) نئی فارسی شاعری میں اسلوب کی تبدیلی کی جو غیر معمولی کوششیں کی گئیں ان میں سب سے زیادہ سنجیدہ کام نیما کا ہے۔ اسی وجہ سے انھیں پدر شعر نو فارسی (۱۵) کہا جاتا ہے۔

۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۷ء تک نیما نے کئی تخلیقی تجربات کیے۔ کئی کامیاب قطعات اور بہت سی عمدہ رباعیات لکھیں۔ اکثر قطعات تمثیلی اور طنز آمیز ہیں۔ کلاسیکی ہیئت میں نیما کی شاعری کا بہترین اظہار رباعیات میں ہوا۔ (۱۶) نظموں کے بعد ان کی رباعیات فکری وفنی حوالے سے بہترین شاعری کا نمونہ ہیں اس عہد میں غالباً نیما سے زیادہ کامیاب رباعیاں اور کسی شاعر کے ہاں نہیں ملتیں۔ نیما کی نثر بھی ان کے افکار کی آسان تفہیم کے حوالے سے بڑی اہم ہے۔

نیما فارسی شاعری کی مسلسل اکتا دینے والی یکسانیت کو ختم کرنے کے لیے اس کی ساخت اور انداز فکر و بیان میں بہت سی انقلابی تبدیلیاں عمل میں لائے۔ سب سے پہلی تبدیلی انھوں نے قافیہ کے سلسلے میں کی اور قافیے کو قدیم عروضی قواعد کی جکڑ بندی سے آزاد کیا۔ (۱۷) قافیہ بندی کے سلسلے میں وہ یہ سمجھتے تھے کہ وہ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں قافیے کی جکڑ بندیوں میں اسے صحیح طور پر نہیں کہہ سکتے چناں چہ انھوں نے اس کے استعمال میں تبدیلی پیدا کر لی لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ نیما قافیہ کے مخالف ہیں بل کہ وہ کہتے ہیں کہ شعر بی قافیہ آدم بی استخوان است۔ (۱۸) نیما کو اختلاف صرف قافیے کے جبری اور غیر فطری استعمال پر ہے۔ ان کے ہاں قافیے کا استعمال روایتی نہیں بل کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جہاں کہیں خیالات کی رو میں بہتے بہتے قافیہ از خود آ جائے وہاں اسے شعری خوب صورتی میں اضافے کے لیے ضرور استعمال کرنا چاہیے وگرنہ دوسری صورت میں شعر میں مصنوعی پن پیدا ہو جاتا ہے۔ آزاد شاعری میں شاعری عروضی وزن کی حامل تو ہوتی ہے لیکن اس میں قافیوں کا مقام طے شدہ نہیں ہوتا۔ نیما کا کلام اس کی بہترین مثال ہے۔

نیما کے کلام کی اہم ترین اور نمایاں ترین خصوصیت وہ جدت طرازی ہے جو انھوں نے مصرعوں کی تشکیل نو میں کی تھی۔ نیما کی شاعری کے بارے میں بڑے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے عروض اور اوزان و بحور کو اپنی آسانی اور شعر کی معنویت کی مناسبت سے فطری اور بے ساختہ انداز میں مختصر یا طویل کیا جس کی وجہ سے چھوٹے بڑے مصرعے وجود میں آئے۔ (۱۹)

نیما کی شاعری میں اسلوب کے ساتھ ساتھ زبان کے حوالے سے بھی کئی تبدیلیاں نظر آتی ہیں۔انھوں نے اپنی شاعری میں اپنی مادری زبان طبری کے الفاظ اور اصطلاحات اتنی کثرت سے استعمال کیے ہیں کہ طبری زبان کی ایک فرہنگ مرتب ہوسکتی ہے۔(۲۰) ان کا کلام خود یہ تسلیم کرواتا ہے کہ انھوں نے صحیح معنوں میں فرزندِ زمین ہونے کا حق ادا کیا ہے۔

نیما ایک صاحب بصیرت فنکار تھے۔وہ اپنے گرد و پیش پر گہری نظر رکھتے تھے۔ان کے زمانے میں ایران جس سیاسی،معاشی اور سماجی بے حسی کا شکار ہوا اسے بیان کرنے میں انھوں نے کسی بخل یا مصلحت سے کام نہیں لیا بل کہ جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا اسے بڑی دیانت داری سے شعری قالب میں ڈھالا۔تحریک مشروطیت کے علم بردار شعراء نے جدت کی جو راہ پیدا کی اس کے نتیجے میں کئی نامور شعرا سامنے آئے جن میں ایرج میرزا (م:۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء)،بہار (م:۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء) عشقی (م:۱۳۰۳ھ/۱۹۲۴ء) وغیرہ آج بھی مشہور ہیں لیکن نیما کی شاعری میں شعور و آگہی کے پہلو بہت نمایاں ہیں۔ان کی شاعری کا محور و مرکز کوئی ایک ذات نہیں بل کہ ان کے ہاں اجتماعی شعور کا وفور ہے۔

نیما کی شاعری میں صاحبانِ اقتدار و اختیار کی مدح نہیں ملتی بل کہ وہ تمام سیاسی و معاشی استحصالی قوتوں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور ان کی مذمت کرتے ہیں۔(۲۱) ڈاکٹر غلام حسین یوسفی (م:۱۳۹۵ھ/۱۹۹۰ء) نیما کی شاعری کو معاشرتی اور تنقیدی موضوعات کے حوالے سے خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پہلوی استبداد کے زمانے میں نیما بہ ظاہر گوشہ نشین ہو کر فکر شعر و سخن میں مشغول رہے لیکن معاشرے اور اس کے مسائل سے ان کا رابطہ نہیں ٹوٹا اور انھوں نے ان موضوعات کو جدید اسالیب میں پیش کیا۔(۲۲)

نیما یوشیج جب لوگوں کے دکھ درد اور تکالیف کو شعری قالب میں ڈھال کر پیش کرتے ہیں تو ان کی شاعری کے جدید اور وسیع کینوس پر ہر منظر نمایاں ہو کر سامنے آجاتا ہے۔خاص طور پر غریب اور بے یار و مددگار کسانوں کی زندگی کے درد و الم کا وہ بڑے تاثر انگیز انداز میں نقشہ کھینچتے ہیں۔(۲۳)

فطرت سے وابستگی اور مناظر فطرت کے رنگا رنگ بیانات نیما کی شاعری کی ایک اہم خصوصیت ہے ۔نیما کا بچپن چوں کہ دیہات میں گزرا اور اس کے بعد بھی ان کا معمول رہا کہ وہ گرمیوں میں اکثر وبیشتر اپنے گاؤں چلے جایا کرتے تھے(۲۴) اور یہ معمول زندگی کے اختتام تک جاری رہا۔ چناں چہ فطرت سے محبت اور فطری مناظر سے گہری وابستگی ان کے مزاج کا حصہ بن گئی۔ یہی وجہ ہے کہ نیما نے منظر نگاری کر کے محض ایک روایتی رسم پوری نہیں کی بل کہ انھوں نے فطرت کے ساتھ براہ راست وقت گزارا ہے۔جس طرح وہ عملی طور پر خود دیہاتوں، کہساروں اور جنگلوں کو پسند کرتے تھے، اسی طرح ان کے کلام میں بھی ان مظاہرِ کائنات سے محبت بہت نمایاں ہے۔

بدیہی ہے کہ انسان جس ماحول میں رہتا ہے وہاں کے اثرات اس کے ذہن و دل پر ثبت ہو جاتے ہیں اور وہ مختلف طریقوں سے ان کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ نیما چوں کہ فطری شاعر تھے اس لیے انھوں نے اپنے ذہن و دل پر ثبت ہونے والے نقوش کو شعروں کا پیراہن عطا کیا۔ اسی لیے ہمیں ان کے کلام میں مقامی اور علاقائی رنگ غالب نظر آتا ہے۔ان کی جنم بھومی مازندران کے جنگل، دریا، پہاڑ، وادیاں، جھونپڑے، گڈریے، الاؤ، مچھلیاں اور مقامی رسم و رواج بڑی سادگی اور فطری انداز میں ان کے کلام میں جھلکتے ہیں ۔(۲۵) ایک اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ نیما کی شاعری میں جنسیت کے عناصر تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں۔

نیما حقیقت پسند شاعر ہیں اور حقیقت نگاری کو مرکز توجہ بناتے ہیں ۔ وہ اشاروں، کنایوں اور رموز وایہام کی مدد سے اپنی شاعری کا تا رو پود تیار نہیں کرتے ۔وہ اپنی اکثر تصویریں جانوروں، پرندوں اور روزمرہ کی اشیا سے اخذ کرتے ہیں۔ کنایوں یا علامات میں ان کی بہ راہ راست دل چسپی کم ہے ۔ان کی تصویریں متحرک ہیں ، بے جان نہیں ۔ان کے رنگ شوخ و شنگ ہیں ۔(۲۶) وہ چیزوں کے پوشیدہ اوصاف کے مقابلے میں ان کی ظاہری خوبیوں کی طرف نسبتاً زیادہ توجہ دیتے ہیں ۔اسی لیے نیما کے تجربے میں جدت وندرت اور نئی تاثیر اور قوت ہے۔

نیما کا پہلا مطبوعہ کلام قصۂ رنگ پریدہ ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا۔(۲۷) یہ مثنوی مولانا روم کے وزن میں پانچ سو شعروں کی ایک مثنوی ہے۔اس میں ناپختگی، لفظی اغلاط، ڈھیلے ڈھالے اشعار اور تکراری موضوعات ملتے ہیں اور یہ واضح ہوتا ہے کہ تخلیقی جوہر کی فراوانی کے باوجود تقلیدی اور روایتی شاعری میں نیما زیادہ صلاحیت کے حامل نہیں۔اسی لیے وہ جوانی میں قدما کے اسلوب کے مقلد محض نظر آتے ہیں۔

نیما یوشیج نے جدید فارسی شاعری میں جدیدیت کی جو بنیاد استوار کی وہ یقیناً بہت مضبوط اور طاقت ور تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ نیما نے بہت سی باتوں سے صرفِ نظر بھی کیا جس سے ان کا کلام بعض خامیوں کا شکار ہو گیا مثلاً نیما نے اپنی نظموں میں طبری زبان کے الفاظ اور اصطلاحات استعمال کی ہیں جس کی وجہ سے بعض جگہوں پر ان کی زبان سادہ اور واضح نہیں رہتی۔اس کے علاوہ افکار کے بیان میں کسی قدر ابہام کی وجہ سے بھی ان کا کلام کہیں کہیں ہموار اور رواں نہیں رہتا۔معروف شاعر نادر پور اپنے مقالے دو کفہ لفظی و معنی در ترازوی شعر امروز میں نیما کی شاعری کے دو نقائص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کہیں کہیں نیما کے الفاظ جمے ہوئے اور مصرعے چست نہیں ہوتے اور بعض اوقات ان میں معنوی پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ نیما نے اپنے دورِ جوانی میں کلاسیکی فارسی کی تحصیل میں دیدہ دانستہ صرفِ نظر کیا تھا۔ایک اور خامی جو نیما کے کلام میں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ نیما چوں کہ چیزوں کے ظاہر پر زیادہ توجہ دیتے ہیں اس لیے ان کے اسرار تک پہنچنے میں قاصر رہتے ہیں۔گویا ان کے ہاں دروں بینی کا عنصر قدرے کم ہے۔

نیما کے لیے اپنے وضع کردہ نئے راستوں پر چلنا آسان نہ تھا۔ان کے لیے اپنے آپ کو بہ حیثیت شاعر منوانا اور شعرا کی صف میں اپنے لیے کوئی بلند مقام حاصل کرنا یقیناً بہت دشوار تھا لیکن استحکام اور ثابت قدمی نیما کی سب سے بڑی خصوصیت تھی۔شدید مخالفت اور نفرت آمیز تنقید کا سامنا کرنے کے باوجود ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔شعر و سخن کی جن جدتوں کو انھوں نے تراشا تھا وقت کے ساتھ ساتھ وہ اس میں مزید بہتری پیدا کرتے اور اپنے فن کو نکھارتے چلے گئے۔

نیما کے حصے میں جہاں نفرتیں اور مخالفتیں آئیں وہیں ان کے فن کو سراہنے اور پذیرائی کرنے والے بھی موجود رہے۔ نیما کا کلام نوجوان نسل میں بہت مقبول ہوا کیوں کہ نیما ایسے دور سے تعلق رکھتے تھے جہاں اظہارِ حق پر مکمل پابندی تھی اور چوں کہ نیما کی شاعری میں ہلکا سا معاشرتی اور ناقدانہ رنگ بھی نمایاں ہوا تھا جسے آمریت کے ستائے ہوئے نوجوانوں کی طرف سے بہت پذیرائی ملی اور اسی پذیرائی کے نتیجے میں بہت سی ایسی تحریکیں وجود میں آئیں جنھوں نے نیما کے نقشِ قدم پر چلنا اپنا شعار بنایا۔ اسی طرح کی ایک ادبی تحریک موجِ نو تھی (۲۸) جس نے جدید شاعری کی تفہیم کے لیے نیما کے متعین کردہ راستوں کو اپنایا۔

نیما کی شخصیت اور فکر و فن پر بہت سی کتابیں اور مقالات و مضامین لکھے گئے ہیں اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ایران کے نامور شاعر مہدی اخوان ثالث (م: ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۵۰ء) نیما کے فکر و فن کے بہت بڑے مداح تھے۔ انھوں نے نیما کے فکر و فن کی تفہیم کے سلسلے میں دو کتابیں بدعتها و بدایع نیما یوشیج (۲۹)، عطا و لقای نیما (۳۰) اور متعدد مقالات لکھے۔ مختلف زبانوں میں نیما کی شاعری کے تراجم بھی شایع ہو چکے ہیں۔ (۳۱) نیما کی شاعری میں بہت سے علاقائی الفاظ، نام اور طبری بولی کے کلمات بھی آتے ہیں جن کی وجہ سے کہیں کہیں ان کا کلام ذرا نامانوس سا ہو جاتا ہے چناں چہ ان کے کلام کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے کے لیے اس کی ایک الگ جامع اور مفید فرہنگ بھی ترتیب دی جا چکی ہے۔ (۳۲) نیما پر کیا جانے والا کام اتنا زیادہ ہے کہ ۱۹۹۶ء میں نیما کی کتابیات بھی شایع ہو چکی ہے۔ (۳۳)

فارسی کے علاوہ دنیا کی دیگر زبانوں میں بھی نیما پر کام کا سلسلہ جاری ہے۔ اردو کے مشہور شاعر ن۔م۔ راشد (م: ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء) نے نیما کے فکر و فن پر ایک مختصر تبصرہ اور ان کی چند نظموں کے تراجم اپنی کتاب میں شامل کیے تھے۔ (۳۴) اردو میں نیما پر ہونے والا شاید یہ پہلا کام تھا۔

نیما یوشیج کے بارے میں یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ انھوں نے فارسی شاعری کو روایتی اسالیب سے نجات دلائی۔ جدید افکار ونظریات متعارف کرائے اور نئے موضوعات کو فارسی شاعری کا حصہ بنایا۔ بلاشبہ نیما وہ پہلے شاعر ہیں جنھوں نے فارسی شاعری کو اوزان وبحور کی ایک نئی اور مضبوط بنیاد فراہم کی اور صدیوں پرانے اسالیب کے طلسم کو توڑ کر نئے راستوں کی طرف نشان دہی کی چناں چہ ان حوالوں سے نیما کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

☆☆☆☆

حوالہ جات

(۱) لنگرودی، شمس، تاریخ تحلیلی شعر نو، نشر مرکز، تہران، ۱۳۸۱، جلد اول، چاپ سوم، ص ۹۵

بعض روایات کے مطابق ان کا نام امین تھا جسے التا کر انھوں نے نیما کا لفظ اختراع کیا اور اسے قلمی نام کے طور پر استعمال کیا: یحییٰ آرین پور، از نیما تا روزگار ما، انتشارات زوار، تہران، ۱۳۷۶ش، جلد سوم، ص ۵۷۹

(۲) پورنامداریان، تقی، خانہ ام ابری است، سروش، تہران، ۱۳۷۷، چاپ اول، ص ۲۱

(۳) جلالی، پندری، یداللہ، گزینہ اشعار نیما یوشیج، انتشارات مروارید، تہران، ۱۳۷۰۰، چاپ اول، ص ۱۱

(۴) محمد ناصر، تحول معنا وموضوع در شعر معاصر، نشر نشانہ، تہران، ۱۳۸۲ش، چاپ اول، ص ۴۳

(۵) لنگرودی، ص ۹۵

(۶) جلالی پندری، ص ۴۰

(۷) خامہ ای، انوری، چہار چہرہ، کتاب سرا، تہران، ۱۳۶۸ش، چاپ اول، ص ۱۵

(۸) محمد ناصر، ص ۴۷

(۹) لنگرودی، ص ۹۵

(۱۰) پورنامداریان، ص ۸۴

(۱۱) محمد ناصر، ص ۳۹

(۱۲) پورنامداریان، ص ۳۵

(۱۳) یحییٰ آرین پور، ص ۵۸۷

(۱۴) پروین شکیبا، شعر فارسی از آغاز تا امروز، انتشارات ہیرمند، تہران، ۱۳۷۰ش، چاپ اول، ص ۳۱۸

(۱۵) یحییٰ آرین پور، ص۶۱۸ ـ(ترجمہ) جدید فارسی شاعری کا باپ

(۱۶) نیما یوشیج، مجموعہ کامل اشعار، تدوین سیروس طاہباز، انتشارات نگاہ، تہران، ۱۳۳۷ش، چاپ دوم، ص۵۱۹ـ۵۷۴

(۱۷) جنتی عطائی، ص۱۲

(۱۸) طاہباز، سیروس، دربارہ ی شعر وشاعری از مجموعہ آثار نیما یوشیج، انتشارات دفتر ھای زمانہ، تہران، ۱۳۶۸ش، چاپ اوّل، ص۱۰۳ـ(ترجمہ) قافیے کے بغیر شعر اس طرح ہے جیسے ہڈیوں کے بغیر انسان

(۱۹) محمد ناصر، ۳۹

(۲۰) یوسفی، ص۴۸

(۲۱) ن ـ م ـ راشد، ص۴

(۲۲) یوسفی، ص۴۷۹

(۲۳) ن ـ م ـ راشد، ص۴

(۲۴) جنتی عطائی، ص۶

(۲۵) یوسفی، ص۴۸

(۲۶) ن ـ م ـ راشد، ص۴

(۲۷) محمد ناصر، ص۲۹

(۲۸) ن ـ م ـ راشد، ص۲

(۲۹) اخوان ثالث، مہدی، بدعتھا وبدایع نیما یوشیج، انتشارات زمستان، تہران، ۱۳۷۶، چاپ سوم ص۳۴۸

(۳۰) اخوان ثالث، مہدی، عطا ولقای نیما، انتشارات فرزان، تہران، ص۱۳۷۵، ۱۷۵

(۳۱) میر انصاری، علی، کتاب شناسی نیما یوشیج، یونیسکو، تہران، ۱۳۷۵ش، ص۳۵ـ۳۷

(۳۲) علی، محمد عبد، فرہنگ شعر نیما، انتشارات فکر روز، تہران، ۱۳۷۴ش، چاپ اول، ص۳۲۰

(۳۳) میر انصاری، ص۱۵۵

(۳۴) ن ـ م ـ راشد، ص۲ـ۸، ۵۳ـ۶۸